اور یہ چار سُو رحمت عام ہو۔

ملاکنڈ ڈویژن میں تحریک نفاذ شریعت کے کارکن ایک بار پھر نفاذ شریعت کا پُرامن جمہوری اور معقول مطالبہ لے کر حکومت کے جھوٹے وعدوں، منافقانہ کردار اور دوغلی پالیسی کے خلاف میدان عمل میں کود پڑے ہیں وہ سلسلۂ احتجاج کو پُرامن رکھنے کے لیے صرف گرفتاریاں پیش کرنے اور جیل بھرنے کی تحریک پر اکتفا کا پروگرام لے کر اٹھے تھے مگر حکومت نے ان کی بات سننے کے بجائے حسب سابق تشدد اور طاقت سے کچلنے کا فیصلہ کیا۔ نیم فوجی دستوں اور پولیس نے مظاہرین پر گولی چلائی حکومت کی اس متشددانہ کاروائی اور غیر جمہوری کارکردگی کے خلاف تحریک کے کارکنوں میں اشتعال تھا اور وہ کسی بھی انتقامی کاروائی کا اقدام کر سکتے تھے۔

چنانچہ جامعہ دارالعلوم حقانیہ کے مہتمم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب ملاکنڈ ڈویژن میں تحریک کی قیادت سے ملنے اور تحریک کو عدم تشدد اور پر امن رکھنے کے لیے وہاں کے علماء بالخصوص حقانیہ کے فضلاء سے ملاقات اور مشاورت کے لیے روانہ ہوئے تو حکومت نے انہیں   مقام پر روک لیا؛ اور کئی گھنٹے حراست میں رکھ کر واپس کر دیا، حکومت کے اس اقدام نے تشدد اور جذبۂ انتقام و اشتعال میں جلتی پر تیل کا کام کیا مگر مولانا نے اپنے تلامذہ و فضلاء اور نفاذِ شریعت کے کارکنوں کو پُرامن رہنے اور پُرامن طریقے سے تحریک کو آگے بڑھانے کی تلقین کی۔

لاریب، نفاذ شریعت کی یہ گونج پورے ملک ہی نہیں پورے عالم میں سنی گئی اور سنی جا رہی ہے۔ اگر یہ لوگ ایک منظم تحریک اور پُرعزم قیادت کے طور پر آگے آتے ہیں اور پاکستان سمیت تمام عالمی دینی اور اسلامی تحریکوں سے رابطہ جوڑ کر اپنے کاز کو آگے بڑھاتے ہیں تو ایک صالح انقلاب ابھرے گا اور پوری اسلامی برادری ان کی حمایت کرے گی۔

ع   ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

اس تحریک میں بھی سیاست کا امتزاج ہے مگر مزاج خالصتہً مذہبی ہے اگر اسے خالصتہً دینی اور مذہبی رہنے دیا گیا اور حصول منزل کے لیے مذہبی تعلیمات اور ہدایات پر کاربند رہا گیا تو ملک بھر کے مسلمان متحرک ہو جائیں گے کہ مسلمانوں میں اب بھی اسلام کے نام پر متحرک ہونے کا جذبہ والہانہ حد تک موجود ہے۔

ملاکنڈ ڈویژن میں عوام اور حکومت میں جو محاذ آرائی شریعت کے نفاذ کے مطالبے پر ہو رہی ہے

وہ اس لیے ہو رہی ہے کہ عوام شریعت کے نفاذ کے خواہاں ہیں اور حکمران اس مطالبے کی پذیرائی سے گریزاں، چنانچہ جب نفاذِ شریعت کی تحریک عروج پر آتی ہے تو حکومت بہلانے، فریب دینے، ڈرانے دھمکانے اور سہانے کے تمام ممکنہ حربے استعمال کرتی ہے۔

اس سے سرحد ہی نہیں مرکزی حکومت کی بھی اسلام جمہوریت پسندی بے نقاب ہو گئی کہ عوام کی خواہشات اور جمہور کے استحقاق کے مقابلے میں ایک استبداد کے صرف اسی لیے طرفدار ہیں کہ امریکہ، بہاد اسے بنیاد پرستی قرار دے کر کچلنا چاہتا ہے۔

خدا کرے یہ تحریک ایک منظم دینی تحریک بنے سردست جس کی رہنمائی نچلے طبقے کے ہاتھ میں ہے شہری زندگی میں اس کا رسوخ بڑھ رہا ہے ملکی دین پسند قوتوں کی طبیعتیں ادھر راغب ہو رہی ہیں جس سے حکمران اپنے طور پر خدشہ محسوس کر رہے ہیں اور حکومت پریشان ہے کیونکہ ان کے نزدیک قبائلی، جہادی اور انقلابی تحریکوں کا بازوئے شمشیر زن ہیں اور یہاں کسی دینی اور جہادی تحریک کا پنپنا مغربی آقایان ولی نعمت کے منشا کے خلاف ہے۔

تاہم اس میں تحریک کے قائدین کو بڑے حزم و احتیاط اور حکمت و تدبیر سے کام لینا ہوگا کہ ایسے مواقع پر سرکاری مسلمان، رئیس، نوابزادے اور خانزادے اپنے آقایان ولی نعمت کا اشارۂ ابرو پاتے ہی نو دو گیارہ ہو جاتے ہیں کاسہ لیس اور ٹوڈی لوگ تحریک کو اپنی راہ میں مزاحم پا کر عوامی راستہ مسدود کرنے کی سعی کرتے ہیں اور یہی حکومت کی خواہش ہوتی ہے جب کہ قبائل کے سادہ لوح مسلمان، سیاسی داؤ پیچ، مکر و فریب، مذاکرات اور مروجہ سیاست کے مزاج آشنا نہیں ہیں، یہی وجہ ہے گزشتہ کی عظیم قربانیوں اور زبردست مظاہرے کے باوجود یہ تحریک کسی نتیجہ اور مطلوبہ منزل کے حصول کے بغیر ایک عظیم مظاہرہ ایثار پر ختم ہو گئی۔

اقوامِ عالم کی تاریخوں اور عالمی تحریکوں کے مطالعہ سے قومی جدوجہد کے اصولوں میں ایک اہم چیز جو سامنے آتی ہے وہ حصولِ مقصد کے لیے حکمتِ عملی، تنظیم، باہمی اعتماد، عالمی ارتباط اور عدمِ تشدد کا فلسفہ ہے قوت و استحکام کے بغیر ٹکرانا اور تشدد کی راہ اپنانا ہرگز راہِ راست نہیں ہے جب کہ حکمران دل سے یہ چاہتے ہیں کہ تحریک تشدد کی راہ اپنائے اور ٹکرا کر ختم ہو جائے عدمِ تشدد کوئی مذہب یا قومی جدوجہد کا کوئی علمی فلسفہ نہیں لیکن جن قومی اور غیر قومی حکومتوں سے مسلمانوں کو واسطہ پڑ رہا ہے ان کے مظالم سے تشدد کے ساتھ نمٹنا سہل نہیں ایک بڑا خون خرابہ ہی ایک چھوٹے خون خرابے کو لے ڈوبتا ہے۔

تشدد میں ہمیشہ ان لوگوں کو بربادی اور ہلاکت سے دوچار ہونا پڑتا ہے جو عموماً اس میں حصہ نہیں لیتے عدم تشدد ایک ایسا ہتھیار ہے کہ جو لوگ اس میں حصہ لیتے ہیں نقصان ہو تو انہی کا ہوتا ہے اور فتح ہو تو سب کو فائدہ پہنچتا ہے قربانی یہ نہیں کہ ہم دوسروں کو قربان کردیں قربانی یہ ہے کہ ہم خود قربان ہوجائیں فی زمانہ جنگ کے ہتھیار اتنے مہلک ہوگئے ہیں کہ جس جماعت یا فرد کے تصرف میں ملک کے خاص عناصر مثلاً فوج پولیس اور سول سروس کے افراد ہوں گے وہ اپنے ملک کے عوام کو بہ آسانی کچل سکے گا ڈکٹیٹروں کے ملک اسی اصول پر چلتے ہیں ایشیا اور افریقہ کے وہ ملک جو برطانوی، فرانسیسی ولندیزی اور اطالوی چنگل سے آزاد ہوئے ہیں ان کی سیاست اتنی گندی ہے کہ ان ملکوں میں اول تو استعمار کے پرانے نمک خوار اور ان کے ادنیٰ غلامت گذار حکمران ہیں۔ بڑی طاقتوں نے ان حکومتوں کا بناؤ اور بگاڑ اپنے ہاتھ میں لے رکھا ہے کہ عوام میں اپنی حکومتوں کے آمروں یا کھلاڑیوں سے عہدہ برآ ہونے کی سکت ہی نہیں وہ ہتھیاروں سے مقابلہ ہی نہیں کرسکتے اور اگر کسی غیر ملکی طاقت سے ہتھیار لے کر جنگ کریں تو اپنے ہی ہاتھوں ملک تباہ ہوجاتے ہیں اور عوام کو موت کی حشر آفرینیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ عدم تشدد ہی ایک ایسا فلسفہ ہے جو پسماندہ ملکوں کو استعماری امداد کے پروردہ حکمرانوں سے نجات دلا سکتا ہے۔

لہٰذا اس موقع پر ہم تحریک کی قیادت اور کارکنوں سے یہی کہیں گے کہ وہ حکومت کے ہر اس حربے کو ناکام بنادیں جس سے تشدد کی راہ نکلتی ہو کر جوش سے مسائل حل نہیں ہوتے جب ہوش ہوگا تب عقل ناخن تدبیر سے کام لے گی حکومت کے عزائم یا اقدامات خطرناک ہیں وہ ملاکنڈ کو بھی کراچی بنانا چاہتی ہے اور خود اپنے لیے کئی محاذ کھولنا چاہتی ہے مگر تحریک کے قائدین کو بیداری، حالات سے واقفیت، دوراندیشی اور ہر اقدام سے پہلے اس کے عواقب و انجام کا پورا جائزہ لینا چاہیئے۔

(عبدالقیوم حقانی)

ادارۃ العلم والتحقیق کی تازہ ترین پیش کش! اسلام کی بنیادی تعلیمات جیسے عقائد و ایمانیات توحید، عقیدۂ آخرت، رسالت، عملی شریعت، اخلاقِ حسنہ، معاملات، معاشرت، اسلامی سیاست، احسان و تصوف، دین اسلام کے اہم موضوعات پر سلسلۂ دروس اور نافع تعلیمات کا مجموعہ شیخ التفسیر مولانا قاضی عبدالکریم کلاچوی کی علمی و تحقیقی کاوش ۱۲۰ صفحات قیمت ۳۹ روپے۔

ادارۃ العلم والتحقیق دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک ضلع نوشہرہ،